## علوم قرآن

قرآن حکیم میں

# ناسخ و منسوخ

ڈاکٹر محمد میاں صدیقی

ڈاکٹر صاحب ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد کے مایہ ناز محقق اور متعدد کتب و مقالات کے خالق ہیں ۔ شعبہ علم القرآن و الحدیث کے صدر رہ چکے ہیں ان کی " لغات قرآن " پر ایک گرانقدر تصنیف بھی طبع ہو چکی ہے ' بیسیوں علمی سیمیناروں اور کانفرنسوں میں شریک ہو کر اپنے خیالات عالیہ سے دوسروں کو مستفید کر چکے ہیں ۔

قرآن حکیم میں بعض آیات ' احکام کے ناسخ اور بعض کے منسوخ ہونے کی نشاندہی خود قرآن حکیم نے کی ۔ اس کی ضرورت بظاہر اس وقت پیش آئی جب ہجرت مدینہ کے کم و بیش سترہ مہینے بعد سمت قبلہ تبدیل کی گئی اور نبی اکرم ﷺ کو یہ حکم ہوا کہ اب وہ اپنی نمازیں بیت المقدس کے بجائے بیت اللہ کی طرف رخ کر کے ادا کریں ' اس وقت یہودیوں نے اعتراض کیا کہ اگر پچھلی آسمانی کتابیں بھی اللہ کی طرف سے تھیں ' اور یہ قرآن بھی اللہ کی طرف سے ہے تو اس میں ان کتابوں کے بعض احکام کو منسوخ کر کے نئے احکام کیوں دیے گئے ؟

اللہ تعالیٰ نے ان کا یہ اعتراض سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۴۲ میں نقل کیا ہے ۔ اور البقرہ ہی کی آیت نمبر ۱۰۶ میں یہ وضاحت کی کہ ہم اپنے ہی کلام اور اپنی ہی آیات کے بعض احکام کیوں منسوخ کرتے ہیں ۔ فرمایا:

ما ننسخ من آیۃ او ننسہا نات بخیر منہا او مثلہا '

الم تعلم ان اللّٰہ علیٰ کل شئی قدیر (۱)

(ہم جس آیت کو منسوخ کرتے یا بھلاتے ہیں ' اس کی جگہ اس سے بہتر لاتے ہیں یا اس جیسی ۔ کیا تمہیں اس حقیقت کا علم نہیں کہ اللہ ہر چیز پر (اور ہر کام پر) قدرت رکھتا ہے ؟)

نبی اکرم ﷺ کے عہد سعید میں اس موضوع پر کسی علمی گفتگو کی ضرورت پیش نہیں آئی ۔ پہلی صدی ہجری کے آخر میں یہ مسئلہ علمی طور پر زیر بحث آیا ۔ نسخ آیات کے بارے میں بعض صحابہ کے اقوال بھی ملتے ہیں ۔ بعض روایات اس امر کی نشان دہی کرتی ہیں کہ فقہائے صحابہ ناسخ ومنسوخ آیات کے علم کو بہت اہمیت دیتے تھے ۔ امیر المومنین حضرت علی نے کوفہ کی مسجد میں ایک شخص کو دینی مسائل بیان کرتے ہوئے دیکھا ' آپ نے اس سے پوچھا: کیا تجھے قرآن حکیم کی ناسخ و منسوخ آیات کے بارے میں علم ہے ؟ اس نے نفی میں جواب دیا ۔ اس پر آپ نے فرمایا : تم اپنی ذات کو بھی دھوکہ دے رہے ہو اور دوسرے لوگوں کو بھی گمراہ کررہے ہو ۔ کوئی شخص اس وقت تک دینی مسائل پر گفتگو نہ کرے جب تک اسے قرآن کے ناسخ ومنسوخ کا علم نہ ہو " ۔ (۲) دوسری صدی کی ابتداء میں جب فقہ اور اصول فقہ کی تدوین کا آغاز ہوا ' مسئلہ نسخ نے زیادہ اہمیت اختیار کرلی اور پھر بعد کے ادوار میں اس کی حیثیت ایک ذیلی موضوع کی نہ رہی ' علماء نے اس پر مستقل کتابیں لکھیں ' ابن الندیم نے بیس تصانیف کا ذکر کیا ہے ۔ جلال الدین سیوطی نے جن کا تعلق نویں صدی ہجری سے ہے ' بیس سے بھی زیادہ کتابوں کی نشاندہی کی ہے ۔ (۳)

نسخ آیات کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کی وضاحت کو حتمی مانا جاسکتا ہے مگر ذخیرہ حدیث میں ناسخ ومنسوخ آیات کے بارے میں کوئی واضح اور حتمی بات نہیں ملتی ۔ اس بارے میں صحابہ کے درمیان بھی اختلاف ہے ۔ صحابہ کے درمیان اختلاف کے سبب تابعین میں بھی اختلاف ہوا ۔ بہت کم آیات ایسی ہیں جن کے منسوخ ہونے کے بارے میں دو رائیں نہ ملتی ہوں ۔

**نسخ مفہوم و معنی :**

نسخ کے لغوی معنی نقل کرنے کے ہیں ۔ جیسے کتاب کے ایک نسخہ سے دوسرا نسخہ نقل کرلینا ۔

دوسرے معنی " ہٹا دینے " اور " زائل " کردینے کے ہیں ۔ کہا جاتا ہے :۔ نسخت الشمس الظل ۔ سورج نے سائے کو زائل کردیا ۔ یہاں دوسرے معنی مراد ہیں ۔

عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ : نسخ کے معنی " بدل " دینے کے ہیں ۔ مجاہد کہتے ہیں کہ : " مٹانے " کے معنی ہیں ۔ عبداللہ بن مسعودؓ کے بعض تلامذہ سے بھی یہی معنی منقول ہیں ۔ ضحاک کہتے ہیں بھلا دینے کے معنی ہیں ۔ (۴)

قرآن حکیم میں نسخ کے تین صورتیں پائی جاتی ہیں :

1 : تلاوت بھی منسوخ ہوگئی اور حکم بھی منسوخ کیا گیا ۔

2 : تلاوت منسوخ کی گئی لیکن حکم باقی رکھا گیا ۔

3 : حکم منسوخ کیا گیا مگر تلاوت باقی رکھی گئی ۔

پہلی صورت ۔ جہاں تلاوت اور حکم دونوں منسوخ ہوگئے ' وہاں نہ ان آیات کی تلاوت جائز ہے ' اور نہ ان آیات میں موجود حکم پر عمل کرنا جائز ہے ۔ جیسے حضرت عائشہؓ اور حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ سورہ احزاب ' سورہ بقرہ کے برابر طویل تھی ۔ اس کے اکثر حصے کی تلاوت منسوخ ہو گئی ' اور ان آیات میں بیان کردہ احکام بھی منسوخ ہو گئے ۔ (۵)

دوسری صورت ۔ جہاں تلاوت منسوخ ہوگئی اور حکم باقی ہے ' وہاں تلاوت جائز نہ ہوگی لیکن حکم پر عمل کیا جائے گا ۔ جیسا کہ روایت کیا گیا کہ سورہ نور میں یہ آیت موجود تھی :

الشیخ والشیخة اذا زنیا فارجمو هما البتة نکا لاً من اللّٰه' واللّٰه عزیز حکیم ۔( بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت جب زنا کریں تو ان کو لازماً سنگسار کردو ' یہ اللہ کی طرف سے سزا ہے اور اللہ غالب ہے ' حکمت والا ہے ) ۔ اسی بنا پر حضرت عمر فاروقؓ کہا کرتے تھے کہ : اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ کہیں گے کہ عمر نے اللہ کی کتاب میں اضافہ کردیا تو میں اس آیت کو

اپنے ہاتھ سے لکھتا۔ (٦)

تلاوت اور حکم دونوں منسوخ ہوں ' یا تلاوت منسوخ ہو ' حکم باقی رہے ۔ یہ دونوں صورتیں قرآن حکیم میں بہت کم ہیں ۔ جس کی حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب اور کلام کو اس لئے نازل کیا ہے کہ اہل ایمان امید ثواب کی خاطر اس کی تلاوت کریں ' اور اس کے احکام پر عمل کریں ۔(٧)

تیسری صورت قرآن حکیم میں بکثرت موجود ہے ۔ یعنی حکم منسوخ ہوگیا مگر تلاوت باقی ہے ۔ جیسے آیت وصیت ' اور آیت عدت وغیرہ ۔ (٨)

## پہلا نسخ

قرآن حکیم میں سب سے پہلا نسخ نماز کے بارے میں ہے ' اس کے بعد سمت قبلہ کے بارے میں ۔

## نسخ کی حقیقت

دنیا کی حکومتوں اور اداروں میں ایک حکم کو منسوخ کرکے دوسرا حکم جاری کرنا معمول کی بات ہے ۔ انسانوں کے احکام میں نسخ اور تبدیلی کے دو بنیادی سبب ہوتے ہیں ۔

اول یہ کہ : حالات کا صحیح اندازہ کیے بغیر ایک حکم جاری کردیا ۔ کچھ عرصہ وہ حکم نافذ رہا لیکن ایک عرصے کے بعد اس کی خامیوں کو محسوس کیا گیا تو اسے منسوخ کردیا اور اس کی جگہ دوسرا حکم جاری کیا ۔

دوسرا یہ کہ: جس وقت ایک حکم جاری کیا گیا وہ اس وقت کے حالات کے مناسب تھا' ایک مدت تک وہ حکم نافذ العمل رہا لیکن کچھ مدت گزرنے کے بعد حالات بدل گئے اور محسوس کیا گیا کہ اسے منسوخ کرکے دوسرا حکم نافذ کیا جائے ۔ چنانچہ پہلا حکم منسوخ کیا گیا اور اس کی جگہ نیا حکم جاری کیا گیا ۔

ان دو صورتوں کے علاوہ ایک تیسری صورت بھی ہوسکتی ہے ۔ وہ یہ کہ حکم دینے والے کو

ابتداء ہی سے یہ معلوم تھا کہ کچھ عرصے کے بعد حالات بدلیں گے ' اس وقت یہ حکم مناسب نہیں ہوگا ' اس کی جگہ دوسرا حکم جاری کرنا ہوگا ۔ اس علم اور آگہی کے ہوتے ہوئے آج ایک حکم دیا اور جب ایک مدت کے بعد حالات بدلے تو اپنے اندازے کے مطابق اس حکم کو منسوخ کرکے دوسرا حکم جاری کردیا ۔ اس کی مثال ہم یوں دے سکتے ہیں کہ معالج مریض کے لیے ایک دوا تجویز کرتا ہے اور وہ بخوبی جانتا ہے کہ دس بارہ روز بعد اس دوا کے نتیجے میں مریض کی حالت میں فرق واقع ہوگا ' اس وقت اس دوا کے بجائے دوسری دوا دینی ہوگی ۔ یہ جانتے ہوئے وہ پہلے ایک دوا تجویز کرتا ہے اور پھر کچھ روز گزرنے کے بعد اس دوا کو بند کرکے دوسری دوا دینی شروع کرتا ہے ۔ (۹)

اللہ تعالیٰ کے احکام میں نسخ کی جو کیفیت ہے وہ اس آخری صورت کی ہوسکتی ہے اور ہوتی رہی ہے ۔ ہر آنے والی نبوت اور ہر آنے والی کتاب نے پچھلی نبوت اور کتاب کے بہت سے احکام منسوخ کرکے نئے احکام جاری کیے ۔ اسی طرح ایک ہی نبوت و شریعت میں ایسا ہوتا رہا کہ کچھ عرصہ ایک حکم جاری رہا اور پھر اللہ کی حکمت کا یہ تقاضا ہوا کہ اس کو بدل کر دوسرا حکم نافذ کیا جائے ۔ ایک حدیث میں بھی اس بات کو ان الفاظ میں واضح کیا گیا :

"ایسی کوئی نبوت نہیں آئی جس میں احکام میں نسخ اور رد و بدل نہ کیا گیا ہو" ۔(۱۰)

قرآن حکیم میں کسی ایک حکم کو منسوخ کرکے اس کی جگہ دوسرا حکم دیا گیا ۔ اس کی دو صورتیں ہیں ۔

اول یہ کہ : کسی مشکل اور بھاری حکم کو ختم کرکے اس کی جگہ کوئی آسان اور ہلکا حکم دیا گیا ۔ جیسے پہلے کہا گیا:

ان یکن منکم عشرون صابرون یغلبوا مائتین ۔

"تم میں سے اگر بیس آدمی ثابت قدم رہنے والے ہوں تو وہ دو سو پر غالب آئیں گے ۔"

لیکن اس کے بعد اس حکم میں تخفیف کی گئی اور اہل ایمان سے کہا گیا:

فان یکن منکم مائۃ صابرۃ یغلبوا مائتین ۔

"تم میں سے اگر سو ثابت قدم رہنے والے ہوں تو وہ دو سو پر غالب آئیں گے۔"

یہاں ایک مشکل اور بھاری حکم سے ہلکے اور آسان حکم کی طرف رجوع کیا گیا۔

دوسرے یہ کہ: ہلکے اور آسان حکم کو منسوخ کرکے مشکل حکم دیا جائے۔ جیسے یوم عاشورہ کے روزہ کا حکم منسوخ کرکے پورے ماہ رمضان کے روزے رکھنے کا حکم دیا گیا اور کبھی ناسخ و منسوخ میں مساوات ہوتی ہے۔ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ان میں کوئی ایک حکم مشکل تھا اور دوسرا آسان۔ قرآن حکیم میں نسخ کی ایک صورت یہ بھی ہے۔ اس کی مثال سمت قبلہ کی تبدیلی کا حکم ہے۔ (۱۱)

جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ نسخ اوامر و نواہی یعنی احکام کے بارے میں ہوتا ہے، خبر میں نسخ نہیں ہوتا کیوں کہ اگر خبر کو منسوخ کیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا یہ غلط اور جھوٹ تھی اور اس طرح اللہ تعالیٰ کی طرف کذب کی نسبت لازم آئے گی جو کہ محال ہے۔ البتہ بعض علماء نے کہا کہ خبر میں نسخ صرف اس صورت میں ہوسکتا ہے جب کہ اس میں کوئی شرعی حکم بیان کیا گیا ہو جیسے:

ومن ثمرات النخیل والاعناب تتخذون منه سکراً۔(۱۲)

"کھجور کے اور انگوروں کے میووں سے نشہ آور چیزیں اور بہترین غذا تیار کرتے ہو۔"

مولانا رحمت اللہ کیرانوی نے اس ضمن میں بہت عمدہ بحث کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں: واقعات وقصص میں نسخ نہیں ہوتا۔ امور قطعیہ میں بھی نسخ ممکن نہیں ہے۔ مثلاً یہ کہ اللہ رب العالمین موجود ہے، اس کا نسخ نہیں ہوسکتا، اسی طرح حسی امور میں نسخ نہیں ہوسکتا۔ مثلاً دن کی روشنی، رات کی تاریکی۔ اسی طرح دعاوں میں، ان احکام میں جو ذاتی حیثیت سے واجب ہیں جیسے آمنو، لاتشرکوا۔ اور ان احکام میں جو دائمی اور ابدی ہیں جیسے لاتقبلوا لھم شھادۃ ابداً، اور ان احکام میں بھی نسخ نہیں ہوسکتا جن کا وقت معین ہے، معین وقت سے پہلے۔ جیسے فاعفوا و اصفحوا حتٰی یاتی اللہ بامرہ۔

نسخ صرف ان احکام میں ہوسکتا ہے جو عملی ہوں اور وجود اور عدم، دونوں کا احتمال رکھتے ہوں،

نہ دائمی ہوں اور نہ کسی وقت کے ساتھ مخصوص کئے گئے ہوں ۔ ایسے احکام کو احکام مطلقہ کہا جاتا ہے ۔ ان میں یہ بھی ضروری ہے کہ زمانہ ' مکلف (مخاطب) اور صورت متحد نہ ہو ۔ بلکہ تینوں میں اختلاف ہو یا بعض میں ' مطلب یہ ہے کہ جس زمانے میں جس شخص کو جس صورت کے ساتھ ایک حکم دیا گیا' یہ ناممکن ہے کہ اسی زمانے میں اسی شخص کو اسی صورت میں منع کردیا جائے ۔ بلکہ نسخ میں یا زمانہ بدلے گا یا وہ شخص ' یا صورت یا تینوں ۔(۱۳)

مسلم علماء کا اس پر اجماع ہے کہ حضرت محمدؐ پر جو شریعت نازل ہوئی اس نے پچھلی شریعتوں کے بہت سے احکام کو منسوخ کردیا ۔ حتیٰ کہ خود شریعت محمدیہ میں بعض احکام منسوخ کیے گئے ۔ ایک حکم منسوخ کر کے اس کی جگہ دوسرا حکم لایا گیا ۔ معتزلہ نے نسخ کا انکار کیا ہے ' اور مسلم علماء میں صرف ابو مسلم اصفہانی نسخ کے منکر ہوئے ہیں ۔ ان کے دلائل حسب ذیل ہیں :

الف : اللہ جل شانہ ' نے اپنی کتاب ( قرآن حکیم ) کے بارے میں فرمایا ہے :

لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ۔

" اللہ کی کتاب میں باطل نہ دائیں بائیں سے اور نہ پیچھے سے ' کہیں سے بھی داخل نہیں ہوسکتا "

اگر نسخ کے جواز کو تسلیم کیا جائے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ اللہ کی کتاب میں باطل داخل ہوسکتا ہے ۔

ب : آیت کریمہ میں نسخ آیات کی جو بات کی گئی اس سے پچھلی آسمانی کتابوں اور احکام کا نسخ مراد ہے ۔ یا نسخ مٹانے کے معنی میں نہیں بلکہ نقل کرنے کے معنی میں ہے ۔ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ قرآن حکیم کو لوح محفوظ سے آسمان دنیا کی طرف منتقل کیا گیا اور پھر آسمان دنیا سے قلب محمد ﷺ کی طرف منتقل ہوا اور پھر عام لوگوں کے حافظوں اور کتابوں کی طرف منتقل ہوا ۔

ج : آیت مذکورہ اس بات پر دلالت نہیں کرتی کہ واقعتاً اور حقیقتاً قرآن حکیم میں نسخ ہوا ہے بلکہ آیت کا مفہوم و مراد یہ ہے کہ اگر ہم اپنا کوئی حکم منسوخ کریں گے تو امت کو اس

سے بہتر حکم دیں گے ۔ (۱۴)

علماء نے ابو مسلم اصفہانی کی پہلی دلیل کا یہ جواب دیا ہے کہ باطل سے مراد تحریف ہے ۔ مطلب یہ ہے کہ قیامت تک کوئی شخص اس بات پر قادر نہ ہوگا کہ قرآن حکیم میں کوئی لفظی تحریف یا تغیر و تبدل کرسکے ۔ دوسری اور تیسری دلیل کا جواب یہ ہے کہ یہ ایک کمزور تاویل ہے ' اس پر کوئی عمارت کھڑی نہیں کی جاسکتی ۔ قرآن حکیم میں نسخ احکام کی اتنی واضح مثالیں موجود ہیں کہ نہ ان کا انکار ممکن ہے نہ ان میں کسی تاویل کی گنجائش ہے ۔

جمہور علماء کا کہنا ہے کہ :

الف : "ما ننسخ من آیة او ننسها نات بخیر منها" قرآن حکیم میں نسخ احکام کی سب سے واضح دلیل ہے ۔

ب : سورۃ نحل کی آیت نمبر ۱۰۱ ۔

واذا بدلنا آیة مکان آیة واللّٰہ اعلم بما ینزل قالوا انما انت مفتر ۔

" اور جب ہم ایک آیت کی جگہ دوسری آیت بدلتے ہیں تو اللہ جو نازل کرتا ہے اسے خوب جانتا ہے مگر یہ لوگ کہتے ہیں کہ تم (محمد ﷺ) اپنی طرف سے گھڑ لاتے ہو ۔ "

اس بارے میں بالکل واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی ایک آیت یا حکم کو منسوخ کرکے اس کی جگہ دوسری آیت اور دوسرا حکم لے آتے ہیں ۔

ج : ہجرت مدینہ کے بعد نبی اکرم ﷺ اور تمام اہل ایمان بیت المقدس کی طرف رخ کرکے نماز پڑھتے تھے ۔ کم وبیش سترہ مہینے یہی معمول رہا' اس کے بعد حکم ہوا کہ مسجد حرام کی طرف رخ کرکے نماز پڑھو ۔ بیت المقدس کی طرف رخ کرکے نماز پڑھنے کا حکم منسوخ کردیا گیا قرآن حکیم نے اس ساری صورت حال کو تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ۔ فرمایا :

سیقول السفہاء من الناس ماولاھم عن قبلتہم التی کانوا علیہا

" بے وقوف لوگ کہیں گے انھیں کیا ہوا یہ پہلے جس قبلے کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے تھے اس سے اچانک پھر گئے ؟"

قد نرٰی تقلب وجھک فی السماء فلنو لینک قبلة ترضاھا ' فول وجھک شطر المسجد الحرام۔

" آپؐ کے منہ کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا ہم دیکھ رہے ہیں اور ہم اسی قبلے کی طرف تمہارا رخ پھیر دیتے ہیں جس کو تم پسند کر رہے ہو ۔ تم اپنا رخ مسجد حرام کی طرف پھیر لو " ۔

د : ابتداء میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا کہ جس عورت کا شوہر وفات پاجائے وہ ایک سال عدت گزارے سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۲۴۰ میں فرمایا :

والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجاً وصیة لا زواجھم متاعا الی الحول غیر اخراج۔

" تم میں سے جو لوگ وفات پائیں اور پیچھے بیویاں چھوڑ رہے ہوں ' انھیں چاہیے کہ اپنی بیویوں کے حق میں وصیت کرجائیں کہ انھیں ایک سال تک نان و نفقہ دیا جائے اور وہ گھر سے نہ نکالی جائیں "

البتہ اس کے بعد یہ حکم منسوخ ہوگیا اور کہا گیا :

والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجاً یتربصن بانفسھن اربعة اشھر و عشراً

" تم میں سے جو لوگ وفات پاجائیں اوران کی بیویاں زندہ ہوں ' تو وہ اپنے آپ کو چار مہینے دس دن روکے رکھیں ۔ " (۱۵)

معتزلہ اور ابو مسلم اصفہانی کا جو جواب مولانا محمد قاسم نانوتوی نے دیا ہے وہ بہت کھرس ' عقلی اور منطقی ہے وہ کہتے ہیں : " پہلا حکم کہیں غلطی کی بنا پر تبدیل کیا جاتا ہے اور کہیں مصلحت تبدیل ہوجانے کے سبب ۔ طبیب کبھی مرض کی تشخیص میں غلطی کرتا ہے لیکن جوں ہی اسے غلطی کا ادراک ہوتا ہے وہ اپنا نسخہ تبدیل کردیتا ہے اور دوسرا نسخہ تجویز کرتا ہے ۔ کبھی مریض کی حالت میں فرق اور

تبدیلی آجانے کے باعث پہلا نسخہ بدلتا ہے ۔ کبھی ایک دوا کی ضرورت ختم ہوجانے کی بنا پر اسے بدل کر دوسری دوا تجویز کرتا ہے۔

بعد کی دونوں صورتوں میں تبدیلی غلطی کا نتیجہ نہیں بلکہ مریض کی حالت تبدیل ہونے کے باعث ہے ۔ اللہ کے احکام میں تغیر و تبدل کی بھی یہی صورت ہے ۔ (۱۶)

یہاں یہ سوال بے حد اہمیت رکھتا ہے کہ تعمیر امت اور تحریک دعوت کے زمانے میں تو امت کے احوال و ظروف کے مطابق تبدیلیاں اور تغیرات اجتماعی 'سیاسی ' معاشرتی اور اخلاقی زندگی میں ناگزیر ہیں ۔ لیکن کیا اس کے بعد کی صورت میں بھی یہ کہا جاسکتا ہے کہ قرآن حکیم میں کچھ ایسی آیات اور احکام ہیں جو منسوخ ہیں ؟ اسکے بارے محقق بات یہی ہے کہ ہاں ۔ قرآن حکیم میں کچھ ایسی آیات ہیں جو امت کے احوال و ظروف تبدیل ہوجانے کے بعد اپنا قانونی مطالبہ نہیں رکھتیں ۔

ابن حزم ظاہری نے نسخ کی بحث میں جمہور علماء کے موقف سے قدرے مختلف بات کہی ہے ۔ وہ کہتے ہیں :"نسخ کی حقیقت بجز اس کے کچھ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی چیز ایک خاص مدت کے لیے حرام کر دیتے ہیں لیکن وہ مدت لوگوں کو نہیں بتلاتے صرف ان کے اپنے علم میں ہوتی ہے ۔ پھر اس کے بعد جائز کر دیتے ہیں یا اس کے برعکس ۔ مقصد یہ کہ نہیں کہنا چاہیے کہ ایک حکم نے دوسرے حکم کو منسوخ کردیا بلکہ یہ تعبیر زیادہ صحیح ہوگی کہ ایک حکم کے بعد دوسرا حکم نازل ہوا " (۱۷)

متاخرین علماء اور مفسرین میں سے مفتی محمد عبدہ نے ایک مختلف رائے کا اظہار کیا۔ انہوں نے لکھا : "علماء" "انساء" کے معنی سمجھنے میں متحیر ہیں ۔ یہاں تک کہ بعض نے کہا کہ "ننسہا" کے معنی بغیر نسخ کے آیت کو اس کی اپنی حالت پر چھوڑ دینے کے ہیں ۔ یہ معنی اگر لغت کے اعتبار سے درست بھی ہوں تب بھی اس کی تفسیر کے مناسب نہیں ۔ کیوں کہ کسی آیت کو نسخ کے بغیر اس کی اپنی حالت پر چھوڑتے ہوئے اس سے بہتر کوئی آیت لانے کے کوئی معنی نہیں بنتے ۔

" صحیح معنی جو آیت کے سیاق وسباق کے ساتھ آخر تک مناسبت رکھتے ہیں وہ یہ ہیں کہ یہاں

" آیۃ " سے مراد وہ نشانیاں ہیں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ انبیاء کی تائید کرتے ہیں ۔ اس تاویل کی صورت میں معنی یہ ہوگے کہ: ہم اگر کسی نبی کی نبوت کو ثابت کرنے والی کسی دلیل کو ترک کر دیتے ہیں تو اس سے بہتر کوئی دوسری دلیل اس کی جگہ لے آتے ہیں یا اگر طویل مدت گزرنے کے بعد ہم اس کو لوگوں کے ذہنوں سے محو کردیتے ہیں تو اپنی قدرت کاملہ سے دوسری ایسی دلیل اور نشانی پیدا کردیتے ہیں جو پہلی دلیل سے زیادہ قوی اور نبوت کو ثابت کرنے والی ہوتی ہے ۔ " (۱۸)

مطلب یہ کہ اللہ کے پاس صرف ایک ہی دلیل ایک ہی نشانی اور ایک ہی معجزہ نہیں جو وہ تمام انبیاء کو عطا فرمائے ۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے اس آیت کی تعبیر بایں طور کی: " شرعی احکام میں نسخ کی صورت ایسی ہی ہے جیسے تکوینی احکام میں ۔ اس کی تفصیل یوں ہے کہ احکام الٰہیہ خواہ شریعی ہوں یا تکوینی وہ لوح محفوظ میں موجود اور ثابت ہیں ۔ان کی دو قسمیں ہیں ۔ احکام خاص ' احکام عام ۔ پھر احکام خاص کی دو قسمیں ہیں وہ یا تو کسی ایک شخص یا چند اشخاص کے ساتھ مخصوص ہوں گے یا کسی زمانے کے ساتھ ۔ زمانہ خواہ مختصر ہو یا طویل پس جو احکام کسی شخص یا زمانے کے ساتھ مخصوص ہوں گے وہ اس شخص اور زمانے کے باقی رہنے تک موجود اور ممکن العمل رہیں گے ' احکام میں یہ تغیر و تبدل ہمارے اعتبار سے ہے ۔ اللہ سبحانہ ' وتعالیٰ کے نزدیک سب احکام برابر ہیں " (۱۹) ۔

## کیا سنت سے قرآن کا کوئی حکم منسوخ ہوسکتا ہے ؟

اس بات میں تو سب کا اتفاق ہے کہ قرآن حکیم کی ایک آیت دوسری آیت سے اور ایک حکم دوسرے حکم سے منسوخ ہوسکتا ہے ۔ لیکن اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ کیا سنت قرآن کے لیے ناسخ ہوسکتی ہے ؟ امام ابو حنیفہ امام مالک بن انس اور جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ سنت متواتر کے ذریعے قرآن حکیم کی آیت یا حکم منسوخ ہوسکتا ہے کیوں کہ متواتر سنت قطعی الثبوت ہونے میں قرآن ہی کی طرح ہے نیز دونوں کا سرچشمہ ایک ہی ہے اور وہ ہے وحی الٰہی ۔ قرآن حکیم میں اس کی

مثال موجود ہے۔ وصیت کے بارے میں قرآن کا حکم حدیث "لا وصیة لوارث" کے ذریعے منسوخ ہے۔ امام شافعی کہتے ہیں کہ سنت سے قرآن کا کوئی حکم منسوخ نہیں ہوسکتا۔ نسخ صرف رسول اللہ ؐ کی زندگی میں ہوسکتا تھا، اور ہوا مگر ان کی وفات کے بعد نسخ جائز نہیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ نسخ وحی الہٰی کے ذریعے ہوتا تھا اور آپ کی وفات کے بعد وحی کا سلسلہ بند ہوچکا ہے۔ نیز ناسخ کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ قوت اور تاثیر میں منسوخ سے زیادہ ہو یا کم از کم اس کے برابر ہو اور کوئی چیز بھی قدرت میں وحی کے برابر نہیں ہوسکتی اور وحی، رسول اللہ ؐ کی وفات کے بعد منقطع ہوچکی ہے اس لئے آپ ؐ کی وفات کے بعد اسلامی شریعت کا کوئی حصہ منسوخ نہیں ہوسکتا۔ (۲۰)

○☆ ○

## حواشی و حوالہ جات

۱: القرآن: ۲(البقرہ)، ۱۰۶۔

۲: کتاب الناسخ والمنسوخ فی القرآن الکریم۔ (طبع: قاہرہ ۱۹۶۱ء۔ ص: ۶۱۔

۳: ابن الندیم۔ الفہرست۔ (طبع: قاہرہ ۱۳۴۸ھ)۔ ص: ۵۶، سیوطی: جلال الدین۔ الاتقان فی علوم القرآن۔ (طبع: قاہرہ ۱۳۱۷ھ) جلد: ۲، ص: ۲۰۔

۴: "نسخ" کے لغوی اور اصطلاحی معنی کی تحقیق و تفصیل حسب ذیل کتب میں دیکھی جاسکتی ہے:
الجامع لاحکام القرآن (امام قرطبی)۔ جلد: ۲، ص: ۶۳۔
تفسیر ابن کثیر۔ جلد: ۱، ص: ۱۴۹، ۱۵۰،
تفسیر مظہری۔ جلد: ۱، ص: ۱۱۱

کتب لغت میں "لسان العرب" اور "تاج العروس" بضمن مادہ "نسخ"۔

۵: الجامع لاحکام القرآن (قرطبی)۔ جلد: ۲، ص: ۶۳۔

۶: علی حسن عبدالقادر۔ ڈاکٹر۔ نظرۃ عامۃ فی تاریخ الفقہ الاسلامی۔ (طبع: قاہرہ ۱۹۴۲)۔

جلد: ۱، ص: ۴۳-۴۷ انہوں نے بہت سی آیات کے حوالے دیئے ہیں۔

۷: محمد علی صابونی۔ روائع البیان۔ جلد: ۱، ص: ۱۰۴۔

۸: ایضاً۔ جلد ۱، ص: ۱۰۳۔

۹: الجامع لاحکام القرآن (قرطبی)۔ جلد: ۲، ص: ۶۲۔

۱۰: ایضاً۔ جلد: ۲، ص: ۶۲۔ یہ روایت قرطبی نے صحیح مسلم کے حوالے سے نقل کی ہے۔

۱۱: ایضاً۔

۱۲: القرآن: ۱۶ (النحل)، ۶۷۔

۱۳: اس بحث کو مولانا محمد علی الصدیقی نے اپنی تفسیر معالم القرآن میں مولانا رحمت اللہ کیرانوی کی کتاب "اظہار الحق" (جواب "بائبل سے قرآن تک" کے نام سے شائع ہوئی ہے) سے نقل کیا ہے۔ جلد اول میں آیت: ماننسخ من آیۃ الخ کی تفسیر میں دیکھیے۔

۱۴: عبدالتعال محمد الجبری۔ النسخ فی الشریعۃ الاسلامیۃ۔ (طبع: قاہرہ ۱۹۶۱ء)۔ ص: ۶۱۔

۱۵: ابن القیم الجوازیہ۔ اعلام الموقعین۔ (طبع: دہلی ۱۳۱۳ھ) جلد: ۱، ص: ۱۲، نیز دیکھیے: الموافقات (شاطبی) جلد: ۳، ص: ۵۷۔

۱۶: معالم القرآن (محمد علی الصدیقی کاندھلوی)۔ (طبع: سیالکوٹ ۱۹۷۶ء)۔ جلد ۱، ص: ۴۷۵۔

۱۷: ابن حزم۔ الاحکام فی اصول الاحکام۔ جلد: ۴، ص: ۱۵۹۔

۱۸ : تفسیر المنار ـ جلد: ۱ص: ۴۲۶ '۴۱۷ ـ

۱۹ : تفسیر معالم القرآن ـ جلد: ۱ص: ۴۷۷ ـ

۲۰ : الجامع لاحکام القرآن (قرطبی) ـ جلد: ۲ص: ۶۵ '۶۶ نیز ـ احکام القرآن (جصاص) جلد: ۱

ص: ۵۹ ـ

○☆☆☆ ○

**اجل** " قرآن مجید کی بہت سی آیتوں سے پتہ چلتا ہے کہ جو کچھ اس دنیا میں ہے اس کے لئے اجل ضروری ہے ـ

ما خلقنا السمٰوات والارض و ما بینھما الا بالحق و اجل مسمی

ہم نے زمین اور آسمانوں کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے (کچھ بھی) پیدا نہیں کیا مگر حق پر اور ایک مقرر و معین (زمانہ) کے تحت پیدا کیا ہے ـ (احقاف ' ۳)

آسمانی مخلوقات (اجرام علوی) کے بارے میں قرآن کہتا ہے: وسخر الشمس والقمر کل یجری الیٰ اجل مسمی

اور اس نے چاند اور سورج کو مسخر کر دیا ہے کہ سب ایک معین مدت تک چلتے رہیں گے ... ـ (لقمان ' ۲۹)

اسی طرح نوع انسانی کے بارے میں اعلان ہوتا ہے: ولکم فی الارض مستقر و متاع الیٰ حین (بقرہ ' ۳۶)

اور وہیں تمہارا مستقر ہو گا اور ایک معین مدت کے لئے عیش سامانی ہو گی ـ

اس منزل میں لفظ " اجل " کا استعمال نہیں کیا گیا لیکن " الی حین " اسی معنی میں ہے البتہ ایک دوسرے مقام پر ان امتوں میں سے ہر امت کے لئے اجل کا عمومی اعلان اسی لفظ اجل سے کر دیا گیا ہے:

ولکل امة اجل فاذا جاء اجلھم لایستاخرون ساعة و لایستقدمون

اور ہر امت کے لئے ایک وقت مقرر ہے اور جب ان کا وہ وقت آ جائے گا تو ایک گھڑی کے لئے بھی نہ پیچھے ٹل سکتا ہے اور نہ ہی آگے بڑھ سکتا ہے ـ (اعراف ' ۳۴)

بلکہ انسانوں کی ایک ایک فرد کے لئے اعلان کیا گیا ہے: ولن یوخر اللّٰہ نفسh اذا جاء اجلھا ... (منافقون ' ۱۱)

اور ہرگز کسی کے لئے بھی اس کا وقت آ جانے کے بعد اللہ تاخیر نہیں کرتا ہے ـ

معلوم ہوا کہ ہر ایک کے لئے " اجل " مسلم ہے البتہ وہ آیتیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ " اجل " ' " قدر " کے مصادیق میں سے ایک ہے قرآن مجید کی مندرجہ ذیل دو آیتیں ہیں جن کا مضمون ایک ہی ہے:

فجعلناہ فی قرار مکین الیٰ قدر معلوم (مرسلات ' ۲۱ ـ ۲۲)

ہم نے جنین کو ماں کے پیٹ میں ایک محفوظ جگہ قرار دیا ہے ' ایک معین مدت تک کے لئے

و نقر فی الارحام ما نشاء الیٰ اجل مسمی ...

اور ہم جن کو چاہتے ہیں ایک معین مدت تک کے لئے ارحام میں رکھتے ہیں ـ